THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معابد غیر اسلامی کی تعمیر و مرمت، اسلامی فکر و تاریخ کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The construction and renovation of non-Islamic temples in the Islamic Republic of Pakistan, a research review in the context of Islamic thought and history

Atta Ur Rahman
Doctoral Candidate in Islamic Studies, Qurtuba University of Science & Technology, Peshawar, Pakistan.

Dr. Mushtaq Ahmad
Dean, Faculty of Social Sciences, Qurtuba University of Science & Technology, Peshawar, Pakistan.

ABSTRACT

Although the Holy Sharia has given rights to non-Muslim minorities like Muslims, this freedom of rights is not absolute but will be restricted by the Holy Sharia. Therefore, the prohibition of modern temples should not be understood as a violation of their rights. It is obligatory and necessary for Muslim rulers to protect non-Muslims wherever they live in Muslim countries. Islam has even forbidden interference in their religious festivals. They have every right to celebrate their festivals. Similarly, it is not permissible to damage their ancient places of worship. However, while living in Muslim countries, they are prohibited from building modern places of worship. Similarly, they are not allowed to preach in public places in a general and open manner. Their worship will be limited to their ancient places of worship and homes.

KEYWORDS: Islamic Law, Religious Minorities, Non-Muslim Rights, Places of Worship, Temple Construction, Islamic State, Contemporary Fiqh

تمہید:

ہر ریاست کا فرض ہے کہ وہ صنف، نسل اور مذہب کا امتیاز کیئے بغیر اپنے دائرہ حکومت میں موجود شہریوں کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کا تحفظ کریں۔یعنی چار چیزوں میں مساوات کرنا اور فرق نہ کرنا ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے جو

نسل، زبان، صنف اور مذہب ہے۔جبکہ یہی بات اقوام متحدہ کے چارٹر برائے ریاستی حقوق وفرائض 1949ء کے ارٹیکل نمبر 6 میں بھی مذکور ہے۔

افغانستان:

مساوات کے تحت اسلامی جمہوریہ افغانستان کے 2004ء کے دستور کے آرٹیکل 6 میں تھے کہ

The state shall be obligated to create a prosperous and progressive society based on social justice, presentation of human dignity, protection of human rights realization of democracy of will as equality between all people and tribes and balance Development of all areas of the country.

"ریاست کا فرض ہو گا کہ وہ سماجی انصاف، انسانی شرف کے تحفظ انسانی حقوق کے تحفظ ،جمہوریت کے احساس، قومی اتحاد کے حصول تمام اقوام اور قبیلوں کی مساوات اور ملک کے تمام علاقوں میں متوازن ترقی پر مبنی ایک خوشحال اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل دے سکے۔[1] اسی طرح الجزائر میں بھی ہے جس کے آئین 1989ء کے آرٹیکل 29 کا متن یہ ہے۔

The cozens shall be equal before the law without any discrimination of the basis of birth, race, gender, opinion or any other personal or social condition or circumstances.[2]

انڈیا:

مذہبی مساوات اور برابری کو کامل تحفظ انڈیا کے دستور کے آرٹیکل 15 میں یوں دیا گیا ہے۔

The state shall not discrimination against any citizen on grounds only of religion, race , caste, sex place of birth or any of them.
No citizen shall on grounds only of religion race, caste , sex , place of birth or any of them, be subject to any disability, liability, restriction or condition.

ریاست کسی شہری سے مذہب، نسل، ذات، صنف اور جائے پیدائش کی بناء پر کسی شہری کو امتیاز بروے کار نہیں لائے گی۔اور کسی شہری کو ان کو وجوہات کی بناء پر نااہل یاپابند نہیں کریگا۔کہ وہ کسی دکان، ہوٹل، تفریحی مقامات، سڑکوں، کنووں، آرام گاہوں، غسل خانوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

جب اہل مغربی بنیادی آزادی کے تحت کسی کو مذہب کا پابند نہیں بناتا تو اس سے لازماً کثیر المذہبی ریاست وجود میں آئے گا۔

جب کسی کا کوئی موقف نہ ہو تو وہی الحادی ریاست ہوتی ہے۔ جبکہ پاکستانی دستور میں مغربی سیاسی نظریات اور خالص مغربی جمہوریت کی بجائے اسلام سے شروط سیاسی نظریات کی پاسداری کا دعویٰ اور نظام پیش کیا گیا ہے۔

اوپر ذکر کردہ قوانین یعنی مساوات، مذہب وغیرہ یہ عالمی اور مغربی قوانین تھے۔ جبکہ اسلامی ممالک جہاں اکثر مسلمان آباد ہے ان کے ہاں یہ قوانین مطلق نہیں بلکہ مشروط ہے۔یہی وجہ ہے کہ 1990ء کے پانچ اگست کو مسلم ممالک کے "oic" اجلاس جو قاہرہ میں منعقد ہوا تھا۔اس میں انسانی حقوق کے 25 نکات چارٹر

Cairo Declaration on Human rights in isalmic (CDHRI).

میں پیش کرکے ان ممالک سے دستخط لیے ہیں۔ جو اقوام متحدہ کے چارٹر کا متبادل ہے۔اس چارٹر کا 24 اور 25 ارٹیکلز کی انگلش متن یہ ہے۔

24. All the rights and freedoms stipulated in this declaration are subject to the Islamic sharia.

25.The Islamic sharia is the only source of references for the explanation or clarification of any of the articles of the declaration.

24."یہ اعلامیہ چارٹر میں تمام مندرجہ حقوق اور آزادیاں اسلام سے مشروط ہے۔

25.اس اعلامیہ، چارٹر میں مندرج تمام ارٹیکلز کی تشریح اور وضاحت کا واحد ماخذ شریعت اسلامیہ ہے۔

سعودیہ عرب:

اقوام متحدہ کے منشور انسانیت کی تعمیل کرتے ہوئے مختلف اسلامی وغیرہ اسلامی ممالک کے دساتیر میں یہ مذہبی یکسانیت کسی نہ کسی شکل میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ سعودی عرب کے انسانی حقوق کمیشن "ھیئاۃ حقوق الانسان" میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ کمیشن کے سرکاری ویب سائیٹ کے مطابق:

توجب انظمة المملكة على اجهزة الدولة انصاف الاانسان آيا كانت ديانته او عرقه او جنسة او جنسة

"مملکت سعودیہ کے قوانین حکومت کے تمام اعضاء کے لیے مذہب، نسل جنس اور قوم کے امتیاز کے بغیر انسانی اکرام اوانصاف کو ضروری ٹھہراتے ہیں"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

غیر اسلامی ممالک کی طرح سعودی میں بھی اگرچہ مساوات موجود ہے لیکن دوسری طرف دستور کے ارٹیکل نمبر 8 میں اس مساوات کو مطلق نہیں چھوڑا سیکولر ممالک کی طرح بلکہ مقید بالاسلام کرنے پر زور دیا ہے جیسا کہ آرٹیکل 8 میں سے ہیں۔ حکومت، شریعت اسلامی کے مطابق عدل وانصاف، شورائیت اور مساوات جیسے بنیادی اصول پر قائم رہے گی۔[3]

پاکستان:

پاکستان میں بھی بنیادی حقوق مطلق نہیں بلکہ شریعت اسلام سے مشروط ہے۔ اس وجہ سے وہ آئینی و قانونی دعویٰ مقبول ہو گا جس کو شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہو اور جس کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو ہر گز معتبر نہیں ہو نگے یہی وجہ سے کہ پاکستانی دستور میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے اسلامی قوانین کا تعین آرٹیکل 227 اور پھر نفاذ وفاقی شرعی عدالت کے ذریعے غیر اسلامی قوانین کا خاتمہ (ارٹیکل 203) کے مسلمہ آئینی ادارہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ پاکستان کے آئین میں سب سے بالا قرآن وسنت ہے کہ اسی پر قانون بنایا جائے گا۔ اور اس کے بغیر کوئی قانون قابل قبول نہیں ہو گی۔

1973ء کے آئین کے حساب سے اہم حصہ قرار داد مقاصد میں بھی یہ بات لکھی گئی ہے کہ پاکستان میں ہر شہری کو بنیادی حقوق دیا جائے گا۔ اور ان حقوق میں مساوات ہونگے قانون میں سب سے برابر ہونگے اسی طرح معاشرتی اور سیاسی انصاف دین، مذہب، عبادت اور عام اجتماعات کی آزادی ہونگے یعنی تمام شہریوں کو ان بنیادی حقوق میں آزدی حاصل ہونگے۔ مگر ان قرار داد میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ یہ حقوق اس طریقے سے معتبر شمار کیا جائے گا جس طرح اسلا م نے ان کی تشریح کی ہو۔ اور شریعت تمام حقوق واصول میں بالا تر شمار ہو گا۔ تشریح آزادی شریعت والی ہی معتبر ہو گی یہی وجہ ہے کہ پاکستانی آئین میں " آزادی اظہار" کا آرٹیکل 19 بھی اسلام اور پاکستان کے مفادات سے ہی منسلک ہو گا۔

Article 19, Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression , and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restriction imposed by law in the interest of the glory of of islam or the integrity, security or defense of Pakistan or any part therefore, friendly relations with foregoing states, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court, (commission

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337
Vol.3, No.4, 2025

of) or incitement of an offence [4] constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973. Article 19.

"اسلام کی عظمت وتعلیمات یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا یا عام امن یا تہذیب واخلاق کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے یا عدالت کی بے حرمتی، کسی جرم کے ارتکاب یا اس کے ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو اظہار خیال کی آزادی حاصل ہو گی۔[5]

اسلام کی عظمت وتعلیمات یا پاکستان یا س اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا یا عام امن یا تہذیب واخلاق کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے یا عدالت کی بے حرمتی کسی جرم کے ارتکاب یا اس کی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو اظہار خیال کی آزادی حاصل ہو گی۔

اسی طرح آرٹیکل نمبر 20 میں بھی یہی آزادی ہر شہری کو دی گئی ہیں کہ اپنے مذہب کی اطاعت کرنا اور اس پر عمل کرنا، یا اس کی تبلیغ کو ہر شہری کو اجازت ہو گی۔ ہر مذہبی گروہ، اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اس کے ادارے قائم کرنا اور اس کی انتظام کرنے کا حق ہر فرد کو حاصل ہو گا۔

پاکستان کے باشندے جب بھی یہ آرٹیکل دیکھتے ہیں تو ان کو یہ بات ذہن میں وحقوق آتی ہیں جو اسلام نے شہریوں کو عدالتی اور مذہب طور پر غیر مسلموں کو دیا ہے۔ کہ ان کی احترام کیا جائے ان کی عبادت کیا جائے ان کے اموات کا احترام کرنا تاکہ معاملات سے ان دل میں عظمت اسلام پیدا ہوا جائے اور اسلام نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازات دی ہے۔

ان کے دفاع اور تحفظ کو ملک کے ذمہ ہے۔ اور اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی وقتل وغیرہ نہیں کرتا تو ان کی مکمل عدل وانصاف اور حسن سلوک کے ساتھ ملنا وغیرہ وغیرہ حقوق دیئے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی واضح ہو کہ یہ قانون بھی مقید ہے مطلق ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ قانون اور عام امن وشریعت کے اصولوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ یہی وجہ کہ آرٹیکل کو پڑھنے نے کسی کی توجہ غیر مسلموں کے مسلمانوں کو کفر کی دعوت دینے کی ناروا اور ناجائز حق کی طرف نہیں جاتی لیکن اب اگر ہر جگہ پاکستان میں خنزیر کھلے پھرنے لگے یا شراب کھل عام ہو جائے یا بورڈوں وغیرہ پر یہودیت، عیسائیت یا دوسری کفری مذاہب کا اشتہار لگایا جائے اور ان ارٹیکلز پر دلیل باندھے کہ اس میں مذہبی دعوت

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

کی آزادی ہے تو ہم نے مخالفت کریں گے کہ ان آرٹیکلز میں متفقہ حقوق کے ساتھ ساتھ کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جن میں مسلمانوں مخالفت پر ہیں۔ لیکن ابھی تک غیر مسلموں کی طرف سے کوئی غیر قانونی امر صادر نہیں ہوا ہے۔ اس لیے متنازع امور بھی اپنی جگہ پر ہے۔ اور کوئی اس میں اختلاف نہیں کر رہا۔ لیکن اب اگر کوئی غیر مسلم اس کے متنازعہ معانی کو چھیڑتے ہیں۔ تو پھر پاکستان کے آئین میں وضاحت کے لیے وفاقی شرعی عدالت موجود ہیں۔ اور اس عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل کا وجود اس بات کی دلیل ہے۔ کہ بعض دفعات وضاحت کے محتاج ہیں جو یہ عدالت کریں گے۔ ماضی میں بھی وفاقی شرعی عدالت نے اس آرٹیکل سے قادیانی گروہ کو مستثنیٰ کر دیا ہیں جب اس نے غیر معلم اقلیت ہونے کا دعوی کر کے مساوی حقوق کا مطالبہ کر دیا تھا چنانچہ 28 اکتوبر 1984ء کو انھوں نے یہ درخواست کیا تھا کہ انھیں اقلیتوں کی طرح حقوق دیا جائے لیکن بحث مباحث کے بعد ان کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا۔

درخواست کا نمبر 17/1of 1984 اور L/2 تھا۔ جیسے وزارت مذہبی و اقلیتی امور نے شائع کر رکھا تھا۔ 1974ء دوسری آئینی ترمیم کے نتیجے میں جو مسلمانوں کے ایک متفقہ مطالبہ کا نتیجہ تھا یہ ممکن نہیں تھا کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہے یا مسلمانوں کے اسلام کو حقیقی اسلام نہ بلکہ اپنے نظریات کو اصل اسلام سمجھے اور اپنی کتابوں کی نشر واشاعت کریں لیکن انھوں نے قانون کو نظر انداز کر کے بار بار اپنی غیر قانونی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ 1984ء میں قادیانی اور ارڈیننس کو منظور کر لیا گیا۔ تو اس وجہ سے قادیانیوں کو 20 ارٹیکل میں دیا گیا رعایت واپس لیا گیا۔ اور یہی قانون کا بحال کرنے اور وقت کا تقاضہ تھا۔ لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ 20 ارٹیکل کا دوسرا شق فرقہ ورایت کے متعلق ہے حالانکہ اسلام اتفاق و اتحاد کا درس دیتا ہیں۔ اور آرٹیکل 20 سے فرقہ واریت کو تحفظ ملتا ہے۔ تو اس میں بھی وضاحت کرنے اور محدود کرنے کی ضرورت ہیں۔ کیونکہ اسلام کی رو سے فرقہ واریت ناجائز ہے۔ کیونکہ اسلامی اخوت کے مخالف ہیں۔ اور یہ مشروط کرنا صرف پاکستان میں نہیں بلکہ باہر دنیا میں بھی اس کی بہت سے مثالیں ملتی ہیں۔ جس میں تمام بنیادی حقوق کو علاقائی مفاد کے ساتھ مشروط کیا جاتا ہے جیسا کہ اقوام متحدہ کے بین الاقوامی معاہدبرئے شہری وسیاسی حقوق "iccpr" 1976 میں بیان کیا ہے کہ تمام بنیادی حقوق دوسرے شہریوں کے حقوق اور آزادی سے مشروط ہونگے۔

اسی طرح یورپ میں بھی یہ قانون ہے کہ ازادیوں اور حقوق پر ایسی شرائط عائد کیا جاسکتا ہے۔ جو دوسرے کے حقوق کی حفاظت سے متعلق ہو۔ تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ بنیادی حقوق فراہم کرنا یورپ میں بھی پائی جاتی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

چونکہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 میں یہ بات واضح نہیں کہ کیا غیر مسلم مسلمانوں کو اپنی مذہب کی طرف مساوی دعوت دے سکتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں کبھی بھی ایسی صورت حال نظر نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی معاشرہ اس کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس بات کی وضاحت کیا جائے کہ آزادی بنیادی حقوق ہرگز مطلق نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کے ساتھ مفید کیا گیا ہے۔ کہ آزادی کی وضاحت اور تشریح شریعت اسلام ہی کرے گا۔ اور چونکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور یہاں تمام باشندے اسلام کے قوانین کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس پر آئین کے درجنوں دفعات گواہ ہے۔ اور اسی کے حصول کے لیے علماء کرام نے کوشش کی ہے۔ اس لیے اس آئین کے ارٹیکل کی وضاحت کرنا چاہیے۔ اور اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ اس ارٹیکل کے ذریعے یاس کو ختم کرکے غیر مسلم باشندوں کو بنیادی حقوق سے محروم کرے بلکہ وہ حقوق تمام غیر مسلموں کو دیا جائے جس کی اسلام نے اجازت دی ہو۔

لہذا ان اصول و قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کے جائز کردہ آزادی اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو دنیا بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

جیسا کہ غیر مسلموں کی آبادی میں ان کے لیے نئی معابد کی تعمیر و تجدید پر تو تفصیلات موجود ہیں یعنی اسلام نے اجازت دی ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں اپنے لیے معابد تعمیر کرائے لیکن اسے شہروں میں جس میں مسلمان ہی آباد ہو اور مسلمانوں نے ہی تعمیر کیا ہو وہاں پہلے سے غیر مسلم کی کوئی آبادی نہ ہو تو ایسے شہروں میں کفریہ عبادت گاہوں کی تعمیر سے سرے سے مسنوع ہیں۔

جیسا کہ اہل علم لکھتے ہیں:

" ما مصره المسلمون منها(اَیْ مِنَ الْبِلَادِ) كَالْكُوْفَةِ وَالْبَصْرَةِ و بغداد وواسط فلا يجون فيها احداث بيعة ولا كنيسة ولا مجتمع لصلواتهم ولا صومعة باجماع اهل ا العلم ولا يملكون فية شرب الخمرو اتخاذ الخنز يرو ضرب الناقوس" [6]

ترجمہ:۔ جن شہروں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہو جیسے کوفہ بصرہ، بغداد، اور واسط وغیرہ ان میں نیا گرجہ یا کنیہ یا بیعہ بنانا جائز نہیں۔

اسی طرح کفار کے اجتماعات اور انفرادی عبادت گاہیں نہیں بنائی جائے گی۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔ ایسے شہر میں شراب پینے، خنزیر رکھنے اور ناقوس بجانے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ المتوفی 728ھ لکھتے ہیں:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

"وقد تفق المسلمون على ان مابناه المسلمون من المدائن لم يكن لا هل الذمة ان يحدثو افيها اكنسية مثل ما فتحه المسلمون صلحا وابقو الهم كنائسهم القديمة "[7]

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن شہروں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہو تو اہل ذمہ کو اس میں اسی طرح بنا گرجہ بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ جس طرح کسی علاقے کو مسلمانوں نے صلح سے فتح کر کے صرف سابقہ گرجوں کو باقی رکھنے کی اجازت دی ہو۔

شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کی طرح غیر مسلم اقلیتوں کو اگرچہ حقوق دیئے ہیں، لیکن حقوق کی یہ آزادی مطلق نہیں بلکہ شریعت مطہرہ سے مقید ہو گی۔ لہذا جدید معابد کی پابندی سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ تو ان کی حق تلفی ہے۔ غیر مسلم جتنے بھی مسلم ممالک میں بستے ہیں تو مسلمان حکمرانوں پر ان کی حفاظت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ان کے مذہبی تہواروں میں دخل اندازی کرنا اسلام نے منع کیا ہے۔ ان کو اپنی تہوار منانے کا پورا حق حاصل ہے۔ اسی طرح ان کی قدیم عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا ہر گز جائز نہیں البتہ مسلم ممالک میں رہتے ہوئے یہ پابندی ان پر عائد ہوتی ہے کہ انھیں جدید عبادت گاہیں بنانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح انہیں یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ عوامی مقامات پر عام اور کھلے طریقے سے پرچار کریں۔ ان کے عبادت کو ان کی قدیم عبادت گاہوں اور گھروں تک محدود رکھا جائے گا۔

فتاوی شامی میں ہے۔

"ولا يجوز(ان يحدث بيعة، ولا كنيسة ولا صومعة ولا بيت نار، ولا (مقبرة) ولا صنفا حاوى (فى دار الاسلام ولو قرية فى المختار وفى الوهيا نية انه الصحيح من المذاهب الذى عليه المحققون الى ان قال فقد علم انه لا يحل الافتاء با لاحداث فى القرى لا حد من زما ننا بتعد ما ذكرنا من التصحيح والا ختيار لفتوى واخذ عامة المشائخ ولا يلفت الى فتوى من افتى بما يخالف هذا، ولا يحل العمل به ولا الا خذ بفتوه، ويجر عليه فى الفتوى ويمنع لان ذالک منه مجرد اتباع هو النفس وهو حرام لا نه يس له قوة الترجيح ، لوكان الكلام مطلقا فيكف مع وجود النقل بالتر جيح والفتوى فتنبه لدالک "[8]

اور جائز نہیں ہے کہ نیا صومعہ، گرجا کنیسہ آتش کدہ یا مقبرہ بنائے۔ داراسلام میں اگرچہ وہ گاؤں میں ہو۔ اور یہ مذہب مختار ہے کہ (نہ گاؤں میں بنانا جائز ہے اور نہ ہی شہر میں اگرچہ ایک قول کے مطابق گاؤں میں بنانا جائز ہے) اور نہ ہی آج کل گاؤں میں عبادت گاہوں کی بنانے کی اجازت دی جائے گی۔ اور یہ صحیح اور راجح قول ہے۔ اور عام مشائخ

نے اسی پر قول کیا ہے اور اس کے خلاف دیا ہوا فتویٰ پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ صرف اتباع نفس ہیں اور وہ حرام ہیں۔

اسی طرح علامہ شامیؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جدید عبادت گاہوں کا بنانا درست نہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

"واتفقت مذاہب الائمة الا ربعة علی انهم یمنعون عن الاحداث کما بسطه الشر نبلالی نقلة نصوص ائمة المذاہب ولا یلزم من الاحداث ان یکون بناؤ
حادثا لانه نص فی شرح السیره وغیره علی انه لو ازادوا انتخذوا بیتا لهم معدا للسنی کنیسة یجتمعون فیه یمنعون منه۔ لانه فیة معا رضة للسلمین واز دراء بالدین، ای لانه زیاده معبد لهم عارضوا به معاده المسلمین وهذا الکنیسة کذالک جعلوما معبدا لهم حادثا فما افتی به ذالک المسکین خالف فیه اجماع المسلمین۔ وهذا کله مع قطع النظر عما قصد وه من عمار تها بانقاض جدید وزیادتهم فیها فانها لوکانت کنیسة لهم یمنعون من ذالک جماع ائمة الدین ایضاً ولا شک ان من افتاهم وساعد هم وقوی شو کتهم بخشی علیه سوء الخاتمة "[9]

مذاہب اربعہ کے ائمہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ جدید عبادت گاہوں سے منع کیا جائے گا جیسا کہ شر نیلالی نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور ائمہ کے نصوص کو نقل کیا ہے۔ اور اس نئ عمارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ صرف نئ تعمیر ناجائز ہے بلکہ اگر انھوں نے ایسے گھر کو کنیسہ بنانے کا ارادہ کیا جیسے رہنے کے لیے بنایا گیا ہو تو اس سے بھی منع کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس سے ان کی عبادت گاہیں زیادہ ہو جائے گی۔ اور اسی طرح یہ بھی ایک نیا عبادت گاہ ہو گیا جس سے منع کرنے پر مسلمان علماء کا اتفاق ہیں۔ اور یہ سب کچھ قطع نظر اس سے کہ انھوں نے تو جدید عمارت تعمیر نہیں کیا ہے۔ اور نہ عبادت کے لیے بنایا تھا بلکہ اب تو اس کی ارادہ تبدیل ہوا ہے۔ تو اس وجہ سے منع کیا جائے گا۔ ائمہ کی اجماع کی وجہ سے اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ جو بنانے کا فتوی دیتا ہے اور انھیں مضبوط بناتے ہیں تو ان کی خاتمہ کی خرابی کا ڈر ہے۔

لہذا غیر مسلم اقلیتوں کو ان کے حقوق دینے کی باوجود مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ انھیں جدید عبادت خانوں کی بنانے کی اجازت دیں۔ البتہ انھی قدیم عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا یا انھیں عبادت سے روکنا بھی جائز نہیں ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

حوالہ جات

1. Construction of Islamic republic of Afghanistan 2004, article 6.

2 .Algeria's constitution of 1989.

3. Basic law of Governance, Saudi Arabai 1992, Article 8

4 ۔constitution of Islamic republic of Pakistan 1973, Article 19

5 ۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور ایڈیشن جنوری 2015ص 11

6 ۔ محمود بن احمد بدر الدین العینی، البنایۃ فی شرح الہدایۃ، طبع اول، بیروت: دار الفکر، 1990م، ج7، ص256

7 ۔احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ج28، ص634

8 ۔ محمد امین ابن عابدین شامی، فتاویٰ شامی، ج4، ص202

9 ۔ محمد امین ابن عابدین شامی، فتاویٰ شامی، ج4، ص202